انفراسٹرکچر میں بہتری لانے کیلئے

یونیورسٹیوں کو بڑے پیمانے پر فنڈز د

چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن ڈاکٹر عطاء الرحمن سے خصوصی

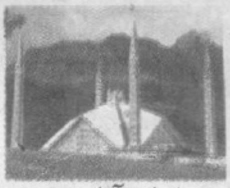

اسلام آباد سے

ضیاء الرحمن، فہد وٹو

پاکستان میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے قیام کے بعد پاکستانی یونیورسٹیوں کے معیار میں غیر معمولی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور ملکی اور غیر ملکی اسکالرشپ میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن یونیورسٹیوں کو فنڈز کے علاوہ فنی اور تکنیکی مہارت بھی مہیا کر رہا ہے جس سے یونیورسٹیوں کو کافی سہولت میسر آئی ہے یونیورسٹیوں میں ریسرچ کے فروغ کیلئے ہائر ایجوکیشن کمیشن نے خاص توجہ دی ہے، جس کی وجہ سے پاکستانی یونیورسٹیوں کے ریسرچ جرنلز میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن یعنی ایچ ای سی کی کارکردگی اور اس کے مختلف پراجیکٹس کے بارے میں عوام کو معلومات پہنچانے کیلئے "خبریں" نے چیئرمین ایچ ای سی پروفیسر ڈاکٹر عطاالرحمن کا خصوصی انٹرویو کیا جس کی تفصیلات عوام کی آگاہی اور معلومات کیلئے شائع کی جارہی ہیں۔

خبریں: ڈاکٹر صاحب اپنے بارے میں مختصر بتادیں کہ آپ کا تعلق کہاں سے ہے اور آپ نے کہاں کہاں سے تعلیم حاصل کی؟

ڈاکٹر عطاءالرحمن: میں کیمسٹری کا پروفیسر ہوں میں نے اولیول اور اے لیول کیمبرج یونیورسٹی سے کیا اور اس کے بعد بی ایس سی آنرز اور ایم ایس سی کراچی یونیورسٹی سے کیا۔ میرا تعلیمی کیریئر شروع سے فرسٹ کلاس رہا ہے۔1964ء میں میں نے ایم ایس سی میں فرسٹ کلاس ٹاپ کیا تھا اس کے بعد بین الاقوامی مقابلے میں مجھے کیمبرج کا اسکالرشپ ملا اور میں کیمبرج یونیورسٹی چلا گیا اور پھر میں نے کیمبرج سے آرگینک کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کیا اور پی ایچ ڈی کے بعد میں کیمبرج یونیورسٹی کا فیکلٹی ممبر بنادیا گیا اور میں وہاں نو سال تک رہا اور 1965ء سے 1973ء تک میں وہاں پڑھاتا رہا۔ 1973ء میں واپس پاکستان آیا اور کراچی یونیورسٹی میں حسین ابراہیم جمال ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے نام سے کیمسٹری کا ادارہ ہے اس کو میں نے جوائن کیا اور اس ادارے میں تین سال تک خدمات سرانجام دیتا رہا۔ یہ ادارہ نیچرل کیمسٹری میں دنیا کے ٹاپ تھری اداروں میں سے ایک ہے اور آج سے دو سال پہلے اس ادارے کو اسلامی دنیا کے بہترین سائنس کے ادارے کا اسلامی ڈویلپمنٹ بنک کا انعام بھی ملا۔ اس ادارے میں 300 سے زائد طالبعلم پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور یہ تیسری دنیا کا واحد ادارہ ہے جہاں مغرب سے بھی طالبعلم آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پچھلے پانچ سالوں میں 105 جرمن طالبعلم یہاں پڑھنے آچکے ہیں۔

خبریں: آپ کی بین الاقوامی جرنلز میں کتنی ریسرچ پبلیکیشنز ہیں؟

ڈاکٹر عطاالرحمن: اس وقت بین الاقوامی جرنلز میں میری چھ سو سے زائد پبلیکیشنز ہیں۔

خبریں: آپ کتنے انٹرنیشنل جرنلز کے چیف ایڈیٹر ہیں اور اب تک آپ کی کتنی کتابیں امریکہ اور یورپ میں شائع ہوچکی ہیں؟

ڈاکٹر عطاالرحمن: اب تک میری 93 کتابیں امریکہ اور یورپ میں شائع ہوچکی ہیں اور ان میں سے کچھ کا جاپانی زبان میں ترجمہ بھی ہوا ہے اور وہ کتابیں وہاں یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہیں اور جہاں تک انٹرنیشنل جرنلز کے چیف ایڈیٹر کا سوال ہے تو میں اس وقت 21 انٹرنیشنل جرنلز کا چیف ایڈیٹر ہوں اور یہ تمام جرنلز یورپ سے شائع ہوتے ہیں اور ان کا دنیا کے لیڈنگ جرنلز میں شمار ہوتا ہے۔

خبریں: آپ کو کتنے سول ایوارڈ مل چکے ہیں؟

ڈاکٹر عطاالرحمن: مجھے اب تک چار سول ایوارڈ مل چکے ہیں تمغہ امتیاز مجھے ضیاالحق صاحب نے دیا' ستارہ امتیاز محترمہ بینظیر بھٹو شہید نے دیا اور نشان امتیاز مجھے صدر مشرف نے دیا میرا سیاست سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے میں نے آج تک کوئی الیکشن نہیں لڑا اور نہ ہی الیکشن لڑنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

خبریں: آپ کو اب تک بہت سے ایوارڈ مل چکے ہیں آپ اپنے کس ایوارڈ پر سب سے زیادہ فخر محسوس کرتے ہیں:

ڈاکٹر عطاالرحمن: میرا سب سے بڑا ایوارڈ فیلوشپ آف رائل سوسائٹی ہے یہ پہلا ایوارڈ ہے جو کسی مسلمان سائنسدان کو کسی ایسے کام کیلئے جو اسلامی دنیا کے اندر دیا گیا ہے اس کے علاوہ مجھے کچھ یونیورسٹیوں سے اعزازی پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی دی گئی ہے اس کے علاوہ مجھے بے شمار انٹرنیشنل ایوارڈ مل چکے ہیں۔

خبریں: حسین جمال ابراہیم انسٹیٹیوٹ چھوڑنے سے چیئرمین ایچ ای سی بننے تک کے سفر کے متعلق کچھ بتادیں؟

ڈاکٹر عطاءالرحمن: مارچ 2002ء میں صدر مشرف نے مجھے وفاقی وزیر برائے سائنس ٹیکنالوجی بنایا اور اکتوبر 2002ء تک میں وزیر برائے سائنس ٹیکنالوجی اور آئی ٹی اینڈ ٹیلی کام اور تین ماہ کیلئے جب زبیدہ جلال الیکشن لڑ رہی تھیں تب وزیر تعلیم بھی رہا اور جب اکتوبر 2002ء میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن بنا تو میں چیئرمین ہائیر ایجوکیشن کمیشن مقرر ہوا اور پچھلے پانچ سال سے اب تک میں وزیراعظم کا مشیر برائے سائنس ٹیکنالوجی بھی ہوں۔

خبریں: آپ نے زیادہ تر تحقیق کس شعبہ میں کی ہے؟

ڈاکٹر عطاالرحمن: میری زیادہ تر تحقیق جڑی بوٹیوں پر ہے سدا بہار کی پتیوں میں کینسر کے خلاف اثرات موجود ہیں اس کی دریافت ہم نے 1970ء کی دہائی میں کی اور اس کو بین الاقوامی طور پر استعمال کیا جارہا ہے اس کو امریکی کمپنیاں مارکیٹ کر رہی ہیں۔ میرے ڈرائیور گل بہار کی بیٹی کو کینسر ہوا تھا تو اس کا علاج انہیں جڑی بوٹیوں سے کیا گیا اور اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہے۔

خبریں: چیئرمین ایچ ای سی بننے کے بعد اپنے اقدامات کے متعلق بتائیں؟

ڈاکٹر عطاالرحمن: ایچ ای سی کے قیام کے بعد جب ہم نے اعلیٰ تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ ہمارے ملک میں ایک بھی یونیورسٹی بین الاقوامی معیار کی نہیں ہے جب کہ اس وقت تک پاکستان کو بنے 55 سال سے زیادہ عرصہ ہوچکا تھا۔ یونیورسٹی کے معیار اور کارکردگی کی صلاحیت کا اندازہ اس یونیورسٹی کی تحقیقی صلاحیتوں سے لگایا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ایک بنیادی فرق ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کالج کا کام موجودہ علم کو منتقل کرنا ہوتا ہے اور یونیورسٹی کا کام علم کی منتقلی کے ساتھ ساتھ نئے علم کیلئے تحقیق کرنا بھی ہوتا ہے لہٰذا یونیورسٹی کی پہچان اس کی ریسرچ جرنلز' مصنوعات اور پی ایچ ڈی طالبعلموں کی تعداد سے ہوتی ہے لیکن اس وقت ہمارا پورا اعلیٰ تعلیمی نظام تباہ ہوچکا تھا اور ہماری یونیورسٹیاں عالمی سطح پر نچلے درجے کے کالجوں سے زیادہ نہیں تھیں اس وقت بھی ہماری یونیورسٹیاں کافی کمزور ہیں لیکن ایچ ای سی کے قیام کے بعد خاصی بہتری آئی ہے اور اب یو کے سے جو رینکنگ' ہائیر ایجوکیشن ٹائمز سپلیمنٹ میں آئی ہے اس میں 3 پاکستانی ایسی یونیورسٹیاں ہیں جو ٹاپ بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں شامل ہوگئی ہیں ان میں نیشنل یونیورسٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی' NUST' قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد اور تیسری کراچی یونیورسٹی شامل ہیں۔ لہٰذا اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم میں بہتری آرہی ہے۔

خبریں: چیئرمین ایچ ای سی بننے کے بعد آپ کن بڑے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟ ڈاکٹر عطاالرحمن: اس وقت ہمیں تین بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان میں پہلا کوالٹی دوسرا رسائی اور تیسرا Relevence شامل ہیں یعنی ہم کس معیار کی تعلیم دے رہے ہیں کتنے بچے مستفید ہو رہے ہیں اور جو تعلیم دے رہے ہیں اس کا قومی ترقیاتی منصوبوں سے کس حد تک تعلق ہے اگر ہم کوالٹی کے حوالے سے دیکھیں تو یونیورسٹیوں میں سب سے بڑا اور اہم مسئلہ قابل اساتذہ کی فراہمی کا ہے۔ اس وقت ہماری یونیورسٹیوں میں تقریباً ساڑھے 11 ہزار اساتذہ ہیں لیکن صرف تقریباً ساڑھے 3 ہزار کے قریب پی ایچ ڈی کی ڈگری ہے۔ لہٰذا ہماری یونیورسٹیوں میں 70% ایسے اساتذہ ہیں جن کے پاس یونیورسٹی میں پڑھانے کیلئے بنیادی تعلیم ہی نہیں ہے کیونکہ یونیورسٹی میں پڑھانے کیلئے یہ پہلا قدم ہے کہ آپ کے پاس پی ایچ ڈی کی ڈگری ہو پھر آپ اسسٹنٹ پروفیسر بن سکتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں 70 فیصد اساتذہ کے پاس بنیادی تعلیم نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹی میں پڑھا سکیں اور یہی وجہ ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں کی تعلیم معیاری نہیں ہے لہٰذا اس کیلئے ہم سب سے زیادہ توجہ فیکلٹی ڈویلپمنٹ پر دے رہے ہیں پہلے ہمارے ہاں یہ تھا کہ 20 سے 25 سکالرشپس باہر سے مل جاتے تھے اور جو لوگ تعلیم حاصل کرکے آتے تھے وہ آٹے میں نمک کے برابر تھے لیکن اب ہم نے اس سال تقریباً 950 طالب علم باہر بھیجے ہیں اور اس سال ہمارا ارادہ ہے کہ 1200 سے زیادہ طالب علم باہر پی ایچ ڈی کیلئے بھیجیں۔ اس پروگرام میں ایک ایک طالب علم پر 70 لاکھ روپے تک خرچ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کیلئے ہم نے 35 ارب روپے کے پروگرام منظور کروائے ہیں اور تقریباً 25 ارب روپے کے پروگرام منظوری کیلئے مختلف مراحل میں ہیں۔ لہٰذا ہمارا سب سے بڑا پراجیکٹ فیکلٹی ڈویلپمنٹ کا ہے۔ سکالرشپ کیلئے ہر تین ماہ بعد ٹیسٹ ہوتا ہے جس میں دس ہزار سے پندرہ ہزار تک طالب علم حصہ لیتے ہیں اور اس میں سے اعلیٰ کارکردگی والے 300 طالب علم منتخب کیے جاتے ہیں

سکالرشپ کیلئے ہر تی
میں 10 سے 15

22 یونیورسٹیوں
کی سہولت بھی

E-BOOKS پروگرام کے تحت ہر طالب علم
کو کمپیوٹر پر 45000 کتابیں مہیا ہوگئی ہیں

ہے۔ انہوں نے کہا کہ مستقبل کے چیلنجز کا احساس

پرچہ جات کیم فاؤنڈیشن سے ہی آتے ہیں اور امتحان

LEADING PEOPLE

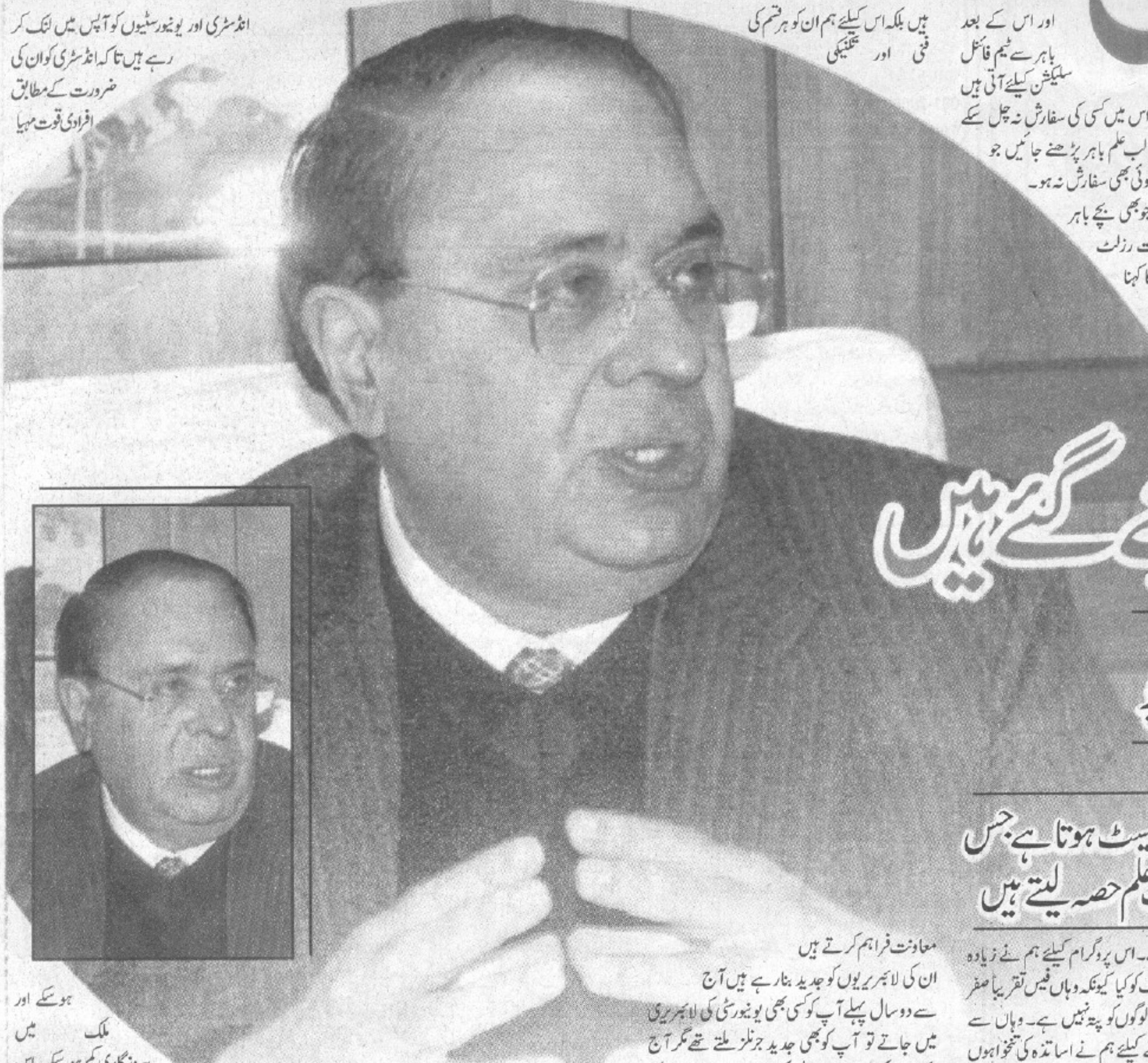

...دیئے گئے ہیں

...وصی انٹرویو

...ہر تین ماہ بعد ٹیسٹ ہوتا ہے جس
15 ہزار طالب علم حصہ لیتے ہیں

اور اس کے بعد باہر سے ٹیم فائنل سلیکشن کیلئے آتی ہیں تاکہ اس میں کسی کی سفارش نہ چل سکے اور صرف وہ ہی طالب علم باہر پڑھنے جائیں جو اس کے اہل ہوں کوئی بھی سفارش نہ ہو۔ لہٰذا اس کے تحت جو بھی بچے باہر گئے ان کا زبردست رزلٹ آیا ہے اور مغرب کا کہنا ہے کہ اتنے ذہین اور قابل بچے ہم نے کسی ملک کے نہیں دیکھے۔ اس پروگرام کیلئے ہم نے زیادہ ٹارگٹ یورپی ممالک کو کیا کیونکہ وہاں فیس تقریباً صفر ہے جس کا زیادہ تر لوگوں کو پتہ نہیں ہے۔ وہاں سے لوگوں کو واپس لانے کیلئے ہم نے اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے فارن فیکلٹی ہائیرنگ پروگرام بھی شروع کیا ہوا ہے جس کے تحت تقریباً 500 لوگ باہر سے واپس آچکے ہیں جن میں سے کچھ مستقبل بنیادوں واپس آئے اور کچھ مختصر عرصہ کیلئے آئے ہیں۔ تیسرا پروگرام ہمارا یہ ہے کہ ہماری یونیورسٹیاں پی ایچ ڈی کروائیں اور اچھے اساتذہ پیدا کریں اور اس کے تحت اب تک تقریباً 2000 اسکالرشپس ایچ ای سی اب تک دے چکا ہے۔ اس پروگرام میں ہم طالب علموں کو 6 ماہ کیلئے باہر بھی بھجواتے ہیں۔

...ٹیوں میں ویڈیو کانفرنس
...بھی مہیا کر دی گئی ہے

دوسرا ہمارا اہم پراجیکٹ یونیورسٹیوں کے انفراسٹرکچر میں بہتری لانا ہے اس کیلئے یونیورسٹیوں کو بہت بڑے پیمانے پر فنڈنگ دی گئی ہے۔ اس سے وہ اپنی لیبارٹریوں کو بہتر کر سکتے ہیں، کمپیوٹر لیب بنا سکتے ہیں بلکہ اس کیلئے ہم ان کو ہر قسم کی فنی اور تکنیکی معاونت فراہم کرتے ہیں ان کی لائبریریوں کو جدید بنا رہے ہیں آج سے دو سال پہلے آپ کو کسی بھی یونیورسٹی کی لائبریری میں جاتے تو آپ کو بھی جدید جرنلز ملتے تھے مگر آج پاکستان کی تمام یونیورسٹی کی لائبریری میں آپ کو

سال 2007ء کے دوران 950 طلباء کو باہر بھجوایا جبکہ رواں سال میں 12 سو طلباء کو ڈگری کی غرض سے باہر بھجوانے کا پروگرام ہے

23000 ہزار بین الاقوامی جرنلز مفت مہیا ہیں اور اس سے بہت بڑا انقلاب آ رہا ہے۔ اس طرح ہم نے e-books پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت 45000 کتابیں ہر طالب علم کو کمپیوٹر پر مہیا ہو گئی ہیں جبکہ اگر آپ ویسے کتاب خریدنے جائیں تو ایک ایک کتاب ہزاروں روپے کی ہے مگر اب یہ کتابیں پاکستان کی ہر پبلک سیکٹر یونیورسٹی میں مہیا کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے اب تک 22 یونیورسٹیوں میں ویڈیو کانفرنس کی سہولت مہیا کر دی ہے جس کے ذریعے جرمنی، فرانس اور امریکہ وغیرہ سے روزانہ لیکچر ہو رہے ہیں اب پاکستان دنیا کا پہلا واحد ملک ہے جہاں پر پورے ملک میں مفت e-books، ڈیجیٹل لائبریری وغیرہ کی سہولت میسر ہے۔

خبریں: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کب تک آپ کے اس پروگرام کے تحت اساتذہ کی قلت کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن: ہم نے جو لوگ باہر بھیجے تھے وہ اب واپس آنا شروع ہوئے ہیں۔ پچھلے سال 40 واپس آئے ہیں۔ اس سال 260 لوگ واپس آئیں گے۔ اگلے سال 500 سے 600 تک واپس آئیں گے۔ ہمارا ٹارگٹ ہے کہ اگلے دس سالوں میں 70% یونیورسٹی اساتذہ پی ایچ ڈی ہوں۔

خبریں: پاکستانی یونیورسٹیوں کو انٹرنیشنل یونیورسٹیوں کے ساتھ لنکنگ کے حوالے سے بتائیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن: پاکستانی یونیورسٹیوں کو باہر کی یونیورسٹیوں سے لنک کرنے کا پروگرام بھی ہم نے شروع کر رکھا ہے۔ اس لنکنگ سے یونیورسٹیوں کی آپس میں رابطے اور تعاون بڑھتا ہے اور اس سے کافی حد تک بہتری ہو رہی ہے اور اس کیلئے تقریباً 50 یونیورسٹیوں کے امریکی، برطانوی یونیورسٹیوں سے لنک قائم کر دیئے گئے ہیں اور یہ پروگرام ابھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ ہم انڈسٹری اور یونیورسٹیوں کو آپس میں لنک کر رہے ہیں تاکہ انڈسٹری کو ان کی ضرورت کے مطابق افرادی قوت مہیا ہوسکے اور ملک میں بیروزگاری کم ہوسکے۔ اس پروگرام کے تحت جو بھی ریسرچ ورک ہوتا ہے اس میں 20% رقم صنعت کو دینی ہوتی ہے اور 60% حکومت دیتی ہے۔

خبریں: پاکستان میں نئی انجینئرنگ یونیورسٹی کے قیام کی اشد ضرورت ہے اس سلسلے میں آپ کے کیا منصوبے ہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن: ہماری نئی انجینئرنگ یونیورسٹی کے قیام کا بھی ایک بہت بڑا منصوبہ ہے۔ یہ پروگرام ہم نے اب شروع کیا ہے اس کے تحت تقریباً ساڑھے تین سو ارب روپے خرچ کیے جائیں گے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس کے تحت 9 انجینئرنگ یونیورسٹیاں بنائیں گے۔

خبریں: آپ کی پالیسیوں کے باعث کس حد تک پاکستانی یونیورسٹیوں کی ریسرچ بہتر ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن: 1990ء سے 2000ء تک ہر سال صرف تقریباً 400 سے 450 ریسرچ پیپر بین الاقوامی سطح پر شائع ہوتے تھے 2002ء میں ایچ ای سی کے قیام کے بعد ہم نے ریسرچ کی طرف توجہ دی اس پر بے تحاشہ فنڈنگ کی جس کی وجہ سے پچھلے سال تقریباً 1950 ریسرچ پیپر بین الاقوامی سطح پر شائع ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ سارا اضافہ تقریباً 450 فیصد اضافہ ہوا ہے اور یہ سارا اضافہ صرف چار سال کے مختصر عرصہ میں ہوا ہے۔ ☆☆